اجلاس کی صدارت بھی کی۔ بڑے جلسوں میں بدنظمی کا خدشہ پیدا ہوتا تو نواب محسن الملک کی خوش بیانی اور ظرافت لوگوں کے غصے کو شگفتگی میں بدل دیتی۔ تقریروں میں ظرافت کی مٹھاس بہت لطف دیتی تھی۔

وہ دوسروں سے کام لینا جانتے تھے۔ ملازموں اور ماتحتوں سے ایسا حسنِ سلوک کرتے کہ وہ ان کے کام کو اپنا ذاتی کام سمجھتے تھے اور وقت پر جان لڑا دیتے تھے۔ مردم شناسی کی ایسی صلاحیت تھی کہ مختصر ملاقات میں آدمی کو پہچان جاتے تھے، وہ صرف نیکوں ہی سے نہیں بدوں سے بھی اچھے طریقے سے کام لیا کرتے تھے۔ مطالعے کا بہت شوق تھا۔ اخبارات، اُردو، عربی، فارسی کتب پڑھتے انگریزی اخبارات اور مضامین پڑھوا کر سنتے اپنی پسندیدہ انگریزی کتب کا ترجمہ کرواتے تھے۔ سرسیّد کے انتقال سے کچھ پہلے ہی ہندوؤں نے اُردو کی مخالفت شروع کردی تھی بعد میں مخالفت نے اور زور پکڑا۔ اُردو کے تحفظ کے لیے بنائی گئی انجمن کا جلسہ لکھنؤ میں ہوا جس میں محسن الملک کی تقریر سے لوگوں میں جوش پیدا ہو گیا۔ سرسید کے بعد محسن الملک نے ان کا کام جس طرح سنبھالا وہ عظیم کارنامہ ہے۔ محسن الملک کا کام اِن کی سب سے بڑی یادگار ہے۔

مشقی سوالات

1۔ سبق کے متن کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے درج ذیل سوالوں کے جواب دیجیے۔

الف: نواب محسن الملک کو ریاست کے نظم و نسق اور حکومتی معاملات پر کس حد تک عبور حاصل تھا؟

جواب: نواب محسن الملک اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں کے مالک اور مدبر تھے۔ ریاست حیدرآباد (دکن) میں بندوبست کا محکمہ انھوں نے قائم کیا۔ فنانس اور مال گزاری میں اصلاحات کے علاوہ انھوں نے ریاست کا بجٹ بھی مرتب کیا، جس سے حکومتی معاملات پر ان کی دسترس کا اظہار ہوتا ہے۔

ب: نواب محسن الملک ریاستی عوام میں کس حد تک ہردلعزیز تھے؟

جواب: حیدرآباد (دکن) میں کسی کو نواب محسن الملک جیسی مقبولیت اور ہردلعزیزی حاصل نہیں ہوئی۔ محسن الملک حیدرآباد چھوڑ کر جانے لگے تو ریلوے سٹیشن پر ہزاروں آدمی انھیں رخصت کرنے کے لیے موجود تھے، جن میں سے سیکڑوں زار و قطار رو رہے تھے۔

ج: نواب محسن الملک کی تحریر کی خصوصیات کیا ہیں؟

جواب: نواب محسن الملک کی تحریر میں ادبیت کی شان پائی جاتی ہے۔ روانی، فصاحت اور تسلسل بیان ان کی تحریر کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ وہ انگریزی نہیں جانتے تھے مگر انگریزی کتب پڑھوا کر سنتے یا تراجم کا مطالعہ کرتے تھے۔ اسی لیے ان کے مضامین میں مغربی خیالات کی ترجمانی صاف نظر آتی ہے۔

د: نواب محسن الملک کی تقریر کا انداز کس حد تک دلکش تھا؟

جواب: نواب محسن الملک کی آواز میں مٹھاس اور کشش تھی۔ تقریر کرتے تو منہ سے پھول جھڑتے تھے۔ گفتگو کرنے والے ان کی ذہانت اور لیاقت کے قائل ہو جاتے۔ ان کی خوش بیانی کو مخالفین بھی تسلیم کرتے تھے۔

تقریروں میں ظرافت کی چاشنی بڑا لطف دیتی تھی۔

8: نواب محسن الملک نے بدرالدین طیب جی کو، جو سرسیّد اور علی گڑھ کے سخت مخالف تھے، اپنا گرویدہ کیسے بنالیا؟

جواب: محسن الملک نے بدرالدین طیب جی کے سامنے ایسی فصیح اور پُر درد تقریر کی کہ دونوں آبدیدہ ہو گئے۔ بدرالدین کی مخالفت ہمدردی میں بدل گئی اور انھوں نے علی گڑھ کالج کے لیے گراں قدر عطیہ دیا۔

9: نواب محسن الملک کو مطالعے کا شوق کس حد تک تھا اور وہ کس کی کتابیں پڑھتے تھے؟

جواب: انھیں مطالعے کا بہت شوق تھا۔ اخبارات، اُردو، فارسی اور عربی کتابیں پڑھتے۔ انگریزی اخبارات اور مضامین پڑھوا کر سنتے۔ اپنی پسندیدہ انگریزی کتابوں کا ترجمہ کروا کے پڑھتے تھے۔

2: مندرجہ ذیل محاورات کو اپنے جملوں میں اِس طرح استعمال کیجیے کہ ان کا مفہوم واضح ہو جائے۔

- جوہر کھلنا: حضرت علیؓ کی بہادری کے ہر جنگ میں ایسے جوہر کھلے کہ شیرِ خدا کا لقب پایا۔
- ٹوٹ کر گرنا: ع بے طرح ٹوٹ کے گرتا ہے محبت کا خمار یا
  صاحبِ اقتدار لوگوں پر خوشامدی لوگ ٹوٹ کر گرتے ہیں۔
- کہرام مچنا: ایک ہی خاندان کے تین افراد جاں بحق ہوئے تو تمام علاقے میں کہرام مچ گیا۔
- دل موہ لینا: ننھے عبداللہ کی پیاری پیاری باتوں نے سب کا دِل موہ لیا۔
- قلم فرسائی کرنا: احمد ندیم قاسمی نے شاعری میں تو کمال دِکھایا ہی ہے نثر کے میدان میں بھی خوب قلم فرسائی کی ہے۔
- منہ سے پھول جھڑنا: عبدالرحمان کی خوش طبعی بے مثال ہے۔ بات کرتا ہے تو منہ سے پھول جھڑتے ہیں۔
- درہم برہم ہونا: دھماکے کی آواز سنتے ہی جلسہ درہم برہم ہو گیا۔
- جادو کا کام کرنا: استاد کی حوصلہ افزائی نے جمیل پر جادو کا کام کیا۔
- جان لڑا دینا: عبدالستار ایدھی جیسے مخلص لوگ دوسروں کی مدد کے لیے وقت پر جان لڑا دیتے ہیں۔
- داغ بیل ڈالنا: سرسیّد احمد خاں نے علی گڑھ کالج کی داغ بیل ڈالی جس میں تحریکِ پاکستان کے بے شمار جاں نثار اور قائدین پیدا ہو گئے۔
- زیرِ بارِ منت ہونا: پاکستان بنانے پر پوری پاکستانی قوم اپنے قائدین خصوصاً قائداعظم محمد علی جناح کی زیرِ بارِ منت ہے۔
- بھڑک اُٹھنا: وہ پہلے ہی میرے خلاف بھرا بیٹھا تھا۔ میرے بولتے ہی وہ اور بھی بھڑک اُٹھا۔
- تان ٹوٹنا: حنیف سے اب کوئی نہیں ملتا کیونکہ اُس کی تان ہمیشہ قرض مانگنے پر ٹوٹتی ہے۔
- آبدیدہ ہونا: بزرگ خاتون کی درد بھری داستان سُن کر سب لوگ آبدیدہ ہو گئے۔

  ؎ وہ آبدیدہ بیٹھے ہیں ہمدم کی لاش پر
  اب پانی لے کے آئے ہیں جب پیاس مر گئی

○ موقع کی تاک میں رہنا: ہر آدمی دشمن سے بدلہ لینے کے لیے موقع کی تاک میں رہتا ہے۔

○ لوہا ماننا: بڑے بڑے سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی ذہانت کا لوہا مانتے ہیں۔

○ مان جانا: شاہ صاحب سے گفتگو کرنے والا ہر شخص ان کی علمیت کو مان جاتا تھا۔

○ ملکہ حاصل ہونا: غالب کو شاعری کے ساتھ ساتھ نثر نگاری میں بھی ملکہ حاصل تھا۔

3: بعض اوقات بات کی وضاحت کے لیے یا بات میں زور پیدا کرنے کے لیے مثال دی جاتی ہے۔ اسے تمثیلی انداز کہا جاتا ہے، جیسے اس سبق میں آئے ہوئے جملے دیکھیے:

الف: ان سے چھوا نہیں اور گندن ہوا نہیں۔

ب: وہ ہر بڑے اور صاحبِ اقتدار آدمی پر اسی طرح ٹوٹ کر گرتے ہیں جیسے شہد کی مکھیاں۔

ج: وہ ان افراد کو جو ان کی یا حکومت کی راہ میں حائل ہیں دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینک دیں۔

د: اس وقت نواب صاحب کی خوش بیانی، فصاحت اور ظرافت جادو کا کام کرتی تھی۔

اب آپ اس نوعیت کے پانچ جملے مزید لکھیے۔

تمثیلی انداز کے جملے 1۔ نواب محسن الملک میں پارس پتھر کی خاصیت تھی۔

2۔ وہ بات کیا کرتا ہے، منہ سے پھول جھڑتے ہیں۔

3۔ اس کی سحر بیانی نے محفل پر جادو سا کر دیا۔

4۔ ان کی تقریروں میں ظرافت کی چاشنی بڑا مزہ دیتی تھی۔

5۔ صحرا میں پھول ہیں یا قطار اندر قطار پریاں۔

4: اس سبق میں سر سیّد احمد خاں کے جن جن رفقا کا ذکر آیا ہے۔ اُن کے ناموں کی ایک فہرست مرتب کیجیے۔

جواب: 1۔ نواب محسن الملک 2۔ مولانا الطاف حسین حالی

3۔ مولوی مشتاق حسین (وقار الملک) 4۔ چراغ علی 5۔ مولوی نذیر احمد

5: اس سبق کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

جواب: دیکھیے سبق کا خلاصہ۔

6: سیاق و سباق کے حوالے سے مندرجہ ذیل اقتباسات کی تشریح کیجیے۔

الف: ''ان کی ایک ہی تصنیف ہے جو خالص مذہبی ہے، ورنہ اس کے سوا ان کی جتنی تحریریں ہیں وہ یا تو تعلیمی ہیں یا معاشرتی یا علمی، لیکن ان سب کا تعلق کسی نہ کسی نہج سے اسلام یا مسلمانوں سے ہے۔ گو وہ اُردو کے اعلیٰ درجے کے ادیبوں میں نہیں لیکن ان کی تحریر میں ادبیت کی شان ضرور پائی جاتی ہے۔ روانی، فصاحت تسلسلِ بیان ان کے کلام میں نمایاں طور پر پایا جاتا ہے۔ اگرچہ انگریزی نہیں جانتے تھے، لیکن انگریزی کتابیں پڑھوا کر سنتے اور ترجمہ کرا کر مطالعہ کرتے تھے۔ ان کے مضامین میں مغربی خیالات کی ترجمانی صاف نظر آتی

ہے۔‘‘ (سرمایۂ اُردو 12 صفحہ 24)

حوالہ متن: سبق کا عنوان : نواب محسن الملک
مصنف کا نام : ڈاکٹر مولوی عبدالحق

سیاق وسباق: نواب محسن الملک اسلامیانِ ہند کے حقیقی محسن تھے۔ وہ عظیم مدبر، منتظم، دوراندیش اور معاملہ فہم انسان تھے۔ حیدرآباد کی ریاست میں بندوبست، فنانس اور مال گزاری کے محکموں میں ان کی اصلاحات ان کی غیر معمولی قابلیت کی دلیل ہیں۔ انھوں نے ریاست کا بجٹ بھی مرتب کیا۔ انھیں ریاست حیدرآباد میں بے حد عوامی مقبولیت اور ہر دلعزیزی نصیب ہوئی اور ان کے ریاست سے رخصت ہونے پر ہزاروں لوگ حیدرآباد سٹیشن پر انھیں خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے موجود تھے۔ محسن الملک ایک اعلیٰ مقرر اور صاحبِ مطالعہ نثر نگار بھی تھے۔ ملازموں اور ماتحتوں سے کام لینے کا انھیں بڑا اچھا سلیقہ تھا۔ سرسید کے انتقال کے بعد انھوں نے علی گڑھ کے کالج اور مشن کو سنبھالا اور قوم کو سرسید کی کمی محسوس نہ ہونے دی۔ محسن الملک مذہب سے بہت لگاؤ رکھتے تھے۔ ابتدائی زندگی میں وہ باقاعدہ وعظ بھی کیا کرتے تھے۔

تشریح: محسن الملک نے اس زمانے میں آنکھ کھولی جب برصغیر کے مسلمانوں کو سیاسی اور سماجی زوال کا سامنا تھا۔ وہ اقتدار کھو چکے تھے اور انگریزی کی تہذیبی وثقافتی یلغار کے سامنے اپنے مذہب کو ڈھال بنائے ہوئے تھے۔ اس دور کے تمام لکھنے والے اپنے اپنے انداز میں مذہب کو موضوعِ سخن بناتے تھے۔ محسن الملک کو بچپن ہی سے اسلام سے محبت اور لگاؤ تھا لیکن ان کی خالص مذہبی تصنیف صرف ایک ہی ہے۔ اس کے سوا ان کی تحریریں تعلیمی، معاشرتی اور علمی موضوعات پر ہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ بظاہر غیر مذہبی تحریروں کا تعلق کسی نہ کسی موڑ پر دینِ اسلام یا مسلمانوں سے جڑ جاتا ہے۔ محسن الملک تعلیمی مسئلے پر کچھ لکھتے ہیں تو وہ مسئلہ مسلمانانِ ہند ہی کا ہوتا ہے۔ اسی طرح معاشرتی اور سماجی اصلاح کے مقصد کو بھی غیر اسلامی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ درحقیقت محسن الملک کی ہر کوشش کا مقصد مسلمانوں کی بیداری اور ان کے مفادات کا تحفظ ہی ہوتا تھا۔ وہ اعلیٰ درجے کے ادیب تو نہیں تھے لیکن ان کی تحریر بے رنگ اور بے کیف بھی نہیں اور اس میں ادبیت کی شان پائی جاتی ہے۔ روانی، فصاحت اور تسلسل بیان جیسے اوصاف ان کی تحریروں کی ادبی قدر و قیمت متعین کرتے ہیں۔ وہ انگریزی نہیں جانتے تھے لیکن انھیں اس بات کا پورا احساس تھا کہ جدید علوم سے آگاہی کے لیے انگریزی کتب اور مضامین کا مطالعہ کس قدر ضروری ہے۔ اسی لیے وہ انگریزی کتابیں دوسروں سے پڑھوا کر سنا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے مضامین میں جدید سوچ اور مغربی اندازِ فکر کی ترجمانی نمایاں ہے۔

ب: ’’دوسروں سے کام لینے کا انھیں بڑا اچھا سلیقہ تھا۔ وہ کچھ ایسے مہر آمیز طریقے سے کہتے تھے اور اس طرح ہمت افزائی کرتے تھے کہ لوگ خوشی خوشی اُن کا کام کرتے تھے۔ اپنے ملازموں اور ماتحتوں سے بھی ان کا سلوک ایسا تھا کہ وہ ان کی فرمائش کی تعمیل ایسی تن دہی اور شوق سے کرتے تھے جیسے ان کا کوئی ذاتی کام ہو اور وقت پر

جان لڑا دیتے تھے۔'' (سرمایۂ اُردو 12 صفحہ 25)

حوالہ متن: سبق کا عنوان : نواب محسن الملک

مصنف کا نام : ڈاکٹر مولوی عبدالحق

سیاق و سباق: نواب محسن الملک کی شخصیت گوناگوں اوصاف کا مجموعہ تھی۔ وہ ایک عظیم مدبر، موثر منتظم اور سیاسی سوجھ بوجھ رکھنے والے رہنما تھے۔ مذہب سے ان کو بہت لگاؤ تھا۔ مسلمانوں کی اصلاح کے لیے انھوں نے تعلیمی اور معاشرتی موضوعات پر مضامین بھی لکھے۔ ریاست حیدرآباد کے لیے ان کی خدمات نے انھیں عوام میں بے حد مقبولیت عطا کردی تھی۔ حیدرآباد کا بجٹ مرتب کرنے کے ساتھ ساتھ انھوں نے بندوبست، فنانس اور مال گزاری کے محکموں میں اصلاحات کی تھیں۔ وہ ایک خوش بیان مقرر تھے اور بپھرے ہوئے ہجوم کو اپنی خطیبانہ صلاحیت سے کام لے کر پُرسکون کردیتے تھے۔ مردم شناسی کا وصف بھی ان میں موجود تھا۔ سرسید کی وفات کے بعد انھوں نے علی گڑھ کے مشن کو آگے بڑھایا۔ اسلامیانِ ہند کے لیے ان کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔

تشریح: نواب محسن الملک کی بطور منتظم کامیابی کا راز اپنے ماتحتوں اور ملازمین سے کام لینے کا وہ خاص انداز تھا جسے انسانی نفسیات سے غیر معمولی شناسائی رکھنے والا شخص ہی اختیار کرسکتا ہے۔ مشاہدے میں آیا ہے کہ عام افسر اور منتظمین سخت گیری کو اپنا اہم حربہ تصور کرتے ہیں جس کے نتیجے میں ماتحت ان کے احکامات بجالانے کی کوشش تو کرتے ہیں لیکن اس کوشش میں ان کا قلبی میلان ہرگز شامل نہیں ہوتا۔ اس صورت میں کام مکمل ہو بھی جائے تو اس میں خوبصورتی پیدا نہیں ہوتی اور تشنگی باقی رہتی ہے۔ محسن الملک سخت گیری کے بجائے اپنے ماتحتوں کا دل جیتنے اور ان کا اعتماد حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ وہ بہت محبت آمیز انداز میں ماتحتوں اور ملازمین کی حوصلہ افزائی اور تعریف کرتے۔ اس طرح ماتحت انھیں اپنا ہمدرد اور سرپرست تصور کرنے لگتے اور خوشی خوشی ان کے احکامات بجالاتے۔ لوگ ان کی فرمائش کو ان کی فرمائش نہیں بلکہ اپنا ذاتی کام سمجھتے تھے اور وقت پڑنے پر محسن الملک کی خاطر جان لڑا دیا کرتے تھے۔ اسی منفرد طریق کار کے باعث محسن الملک نے ریاست حیدرآباد میں قیام کے دوران میں غیر معمولی کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور اپنی عملی زندگی میں دیگر کامیابیاں بھی حاصل کیں۔

7: حروف، وہ غیر مستقل الفاظ ہیں جو تنہا بولنے یا لکھنے میں کوئی خاص معنی پیدا نہیں کرتے جب تک کسی جملے میں یا دوسرے الفاظ کے ساتھ استعمال نہ ہوں مثلاً ''نمازی مسجد میں ہے۔۔۔'' اس جملے میں لفظوں کا تعلق ''میں'' کی وجہ سے ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو جملہ بے جوڑ اور مہمل ہو جائے اور ''میں'' حرف ہے۔

اردو میں ان الفاظ کی چار قسمیں ہیں:

1۔ ربط 2۔ عطف 3۔ تخصیص 4۔ فجائیہ

1۔ حروفِ ربط: وہ حروف ہیں جو ایک لفظ کا علاقہ کسی دوسرے لفظ سے ظاہر کرتے ہیں مثلاً 'کا' 'کے' 'کی' 'نے' 'تئیں' 'سے' 'میں' 'تک' وغیرہ

2۔ حروفِ عطف: وہ حروف جو دو یا دو سے زیادہ لفظوں یا جملوں کو ملانے کا کام دیتے ہیں مثلاً 'اور' 'مگر' 'تو' وغیرہ

ان کی مزید کئی مثالیں ہیں۔

1۔وصل 2۔تردید 3۔استدراک 4۔استثنا 5۔شرط 6۔علت
7۔بیانیہ 8۔تحاشا

3۔**حروفِ تخصیص**: وہ حروف جو کسی اسم یا فعل کے ساتھ آتے ہیں تو خصوصیت یا حصر کے معنی پیدا کرتے ہیں۔
مثلاً ہی، تو، بھی، ہر وغیرہ

4۔**حروفِ فجائیہ**: وہ حروف ہیں جو جوش یا جذبے میں بے تحاشا زبان سے نکل جاتے ہیں مثلاً اے، اُف، اوہو،
ہائے وغیرہ

☆ **مندرجہ ذیل حروف کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔**

کہ، اور، یا، جو، ورنہ، لہٰذا، چاہے، چونکہ، تو، اگر، مگر، جبکہ، کیونکہ، صرف، بلکہ، اگرچہ، چونکہ، لیکن، واہ وغیرہ

- کہ: میں نے بتا دیا تھا کہ میں کل نہیں آؤں گا۔
- اور: محنت اور کامیابی کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔
- یا: تمہیں یا مجھے ہر صورت کام مکمل کرنا ہے۔ (مانو یا نہ مانو گلاس تمہی نے توڑا ہے)
- جو: جو محنت نہیں کرتے ہمیشہ ناکام رہتے ہیں۔
- ورنہ: محنت کرو ورنہ امتحان میں ناکام ہو جاؤ گے۔
- لہٰذا: مجھے بہت ضروری کام ہے لہٰذا آج میں کہیں نہیں جاؤں گا۔
- چاہے: چاہے جتنا مرضی زور لگاؤ میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا۔
- چوں کہ: چوں کہ وہ کمزور تھا اس لیے مقابلہ نہ کر سکا۔
- تو: اگر ذرا توجہ سے میری بات سنو تو میں کچھ کہوں۔
- اگر: اگر محنت نہ کرو گے تو امتحان میں ناکام ہو جاؤ گے۔
- مگر: سب دوست موجود تھے مگر خاور غائب تھا۔
- جبکہ: جبکہ تجھ بن نہیں کوئی موجود، پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے؟
- کیوں کر: شفیق نے رفیق کو کیوں کر تھپڑ مارا۔
- صرف: بات صرف اتنی ہے کہ وہ کام نہیں کرتا۔
- بلکہ: وہ جھوٹا ہی نہیں بلکہ چور بھی ہے۔
- اگرچہ: اگرچہ وہ امیر آدمی ہے لیکن بڑا کنجوس ہے۔
- چونکہ: چونکہ رحیم ایماندار آدمی ہے اس لیے جھوٹ نہیں بولتا۔
- لیکن: میں نے بہت کوشش کی لیکن وقت پر اسٹیشن نہ پہنچ سکا۔
- واہ: واہ! کیا سہانا منظر ہے۔